Al-Hikmat

Volume 30 (2010) p.p. 1-13

یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں اسلام کا حصہ۔ تجزیہ و تحقیق

ڈاکٹر علی رضا طاہر

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ فلسفہ، جامعہ پنجاب، لاہور، پاکستان

خلاصہ

بعض متعصب مستشرقین نے اسلام کے بارے میں کچھ اس طرح کی آراء کا اظہار کیا ہے کہ اسلام علوم وفنون کا دشمن ہے اسلام میں جدید علوم اور جدید دور کے ساتھ چلنے کی استعداد نہیں ہے مسلمان حکما ء و دانشور ایک ہزار سال تک یونانی علوم کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہے اور نہ صرف یہ کہ وہ قدیم علوم میں کوئی اضافہ نہ کر سکے بلکہ اُن کی تمام تر کوششیں اُن علوم کو سمجھنے میں صرف ہو گئیں لیکن وہ اُن کو سمجھ نہ سکے۔ مسلمان مفکرین کی تمام تر تحقیقات یونانی علوم کا چربہ ہیں اور اُن کی زیادہ سے زیادہ حیثیت یونانی علوم کے لئے شرحِ یحاتی نوٹس کی سی ہے مسلمان فلاسفہ کی کوئی فکر کی خوشہ چینی کرنے والے علم کلام چند لایعنی مباحث کا مجموعہ ہے جس میں یونانی فکر وفلسفہ کے زور پر اسلامی عقائد کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن نہ تو اسلامی عقائد ثابت کیے جا سکے اور نہ ہی یونانی فلسفہ کو سمجھا جا سکا۔ جہاں تک تصوف کا تعلق ہے اس کا سرے سے اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں یہ یہودیت، نوفلاطونیت، مسیحیت، بدھ مت، ہندی ویدانت اور زرتشتی اثرات کا نتیجہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہماری نظر میں مستشرقین کے اعتراضات اس قدر سطحی اور غیر منطقی ہیں کہ صرف اُن پر بحث وقت کا ضیاع ہوگا ہم نے اس مقالے میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام سے پہلے یورپ کی کیا حالت تھی اور مسلمانوں نے یورپ کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر نشاۃ ثانیہ کی دہلیز پر پہنچانے میں کیا خدمات انجام دی ہیں اس طرح یہ مقالہ ایک طرف تو علوم و فنون کے میدان میں مسلمانوں کی خدمات کا تذکرہ ہوگا اور دوسری طرف مستشرقین کے اعتراضات کا رد بھی ہوگا۔

کلیدی الفاظ: اسلام، مستشرقین، فلسفہ، طبعی علوم، نشاۃ ثانیہ، دانش ربانی، دانش برہانی

علوم وافکار کی تاریخ کا تجزیاتی و تحلیلی مطالعہ نوعِ انسانی کی آئندہ ترقیوں کے لیے راہ ہموار کرتا ہے لہٰذا دیانت دار محقق، مؤرخ اور تجزیہ نگار کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ کہیں بھی تعصب کی زد میں آ کر حقائق اور سچائیوں کے

بیان میں انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے کیونکہ ایسا کرنا جہاں قرطاس وقلم کی بے حرمتی اور منصبِ علمی کی توہین ہے وہیں پورے انسانی معاشرے کے ساتھ غداری بھی ہے اس لیے کہ یہی وہ روشِ فکر ہے جو انسانوں کو رنگ، نسل، قبیلے، زبان، علاقے، عقیدے اور پھر ہزاعظموں میں تقسیم کر دیتی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ''انسان'' کی تمام تر ترقی اور پیش رفت ''انسان'' کے ختم کرنے پر صَرف ہوتی ہے جس کی زندہ مثال رنگ، نسل، علاقے اور عقیدے کی بنیاد پر تقسیم ذرہ ہمارے موجودہ انسانی معاشرے ہیں جب کہ سچ تو یہ ہے کہ انسان کی پہلی زبان، پہلا رنگ، پہلا قبیلہ، پہلا وطن اور پہلا مذہب ''انسانیت'' ہے ایک غیر جانبدار محقق جب آج کے مہذب اور ترقی یافتہ انسانی معاشرے کے علم بر داروں کی علمی تحقیقات پر نظر کرتا ہے تو یہ جان کر اُس کی حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ یورپ کے اکثر و بیشتر نامور محققین، مورخین اور مستشرقین کی اسلام اور اسلامی علوم کے بارے میں یہ رائے ملتی ہے۔

''اسلام علوم وفنون کا دُشمن ہے، اسلام میں جدید علوم اور جدید دَور کے ساتھ چلنے کی استعداد نہیں ہے مسلمان حکماء و دانشور ایک ہزار سال تک یونانی علوم کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہے اور نہ صرف یہ کہ وہ قدیم علوم میں کوئی اضافہ نہ کر سکے بلکہ اُن کی تمام تر کوششیں اُن علوم کو سمجھنے میں صرف ہو گئیں لیکن وہ اُن علوم کو سمجھ بھی نہ سکے مسلمانوں کی تمام تر تحقیقات یونانی علوم کا چربہ ہیں اور اُن کی زیادہ سے زیادہ حیثیت اُن علوم (یونانی) کے تشریحاتی نوٹس کی ہے (۱) طبعی علوم (Natural Sciences) کی تو اسلام میں گنجائش ہی نہیں جہاں تک فلسفیانہ علوم کا تعلق ہے مسلمانوں کی فکری روایت انتہائی بے ربط، ناقص اور بے معنی ہے فلسفہ کی انتہا بو علی سینا ہے جس کی اپنی نہ کوئی حیثیت تھی نہ مقام۔ وہ اور اس کے پیش رو فقط اور فقط ارسطاطالیسئین تھے اس کے بعد اسلام میں فلسفہ ویسے ہی ختم ہو گیا اسلامی علم کلام چند لایعنی مباحث کا مجموعہ ہے جس میں یونانی فکر و فلسفہ کے زور پر اسلامی عقائد کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن نہ تو اسلامی عقائد ثابت کیے جا سکے اور نہ ہی یونانی فکر و فلسفہ کو سمجھا جا سکا۔ جہاں تک تصوف کا تعلق ہے اس کا سرے سے اسلام کیساتھ کوئی تعلق نہیں یہ اسلام میں یہودیت، نوفلاطونیت، مسیحیت، بدھ مت، ہندی ویدانیت، زرتشتیت اور یونانی اثرات کا نتیجہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ (۲) آپ

کسی غیر جانبدار اور غیر متعصب مستشرق (ORIENTALIST) کی تحقیقات کا مطالعہ کرلیں اُس کی تان بالآخر یہیں آکر ٹوٹے گی جبکہ اس کے برعکس اپنے متعلق اُن کا خیال یہ ہے کہ "۔۔۔عصر حاضر کی تمام ترترقیاں یورپ کی مرہون منت ہیں تمام قدیم علوم بالعموم اور یونانی علوم بالخصوص اہل یورپ کی وجہ سے جدید دنیا میں منتقل ہوئے اور انھوں نے ہی اُن علوم کو ترقی و وسعت اور جدید آہنگ عطا کیا تمام طبعی و معیاری علوم اہلِ یورپ کی نگاہ کیمیا اثر سے۔۔۔"عدم سے وجود میں آئے وغیرہ وغیرہ۔۔"(۳)

یورپی مصنفین و محققین کی مذکورہ بالا آراء کی صحت کا جائزہ لینے کے لیے کئی ضخیم جلدیں درکار ہیں اس مختصر سے مضمون میں ہم اُس بنیادی کلیئے کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے جس کے مطالعے کے بعد ایک غیر جانبدار ذہن از خود ان آراء کی صحت و سُقم کے بارے میں کسی حتمی نتیجے تک پہنچ سکے گا۔

"علم" ۔۔۔۔خیر وسعادت کا وہ چشمہء صافی ہے جس سے تمام فضیلتوں اور برکتوں کے دھارے پھوٹتے ہیں تاریخ انسانی گواہ ہے کہ علم کے گھاٹ سے سیراب ہونے والی قومیں انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی کاروبار حیات تک نہ صرف یہ کہ خود کسی میدان میں تشنہ نہ رہیں بلکہ سالہا سال تک آب حیات کی تلاش میں سرگرداں قوموں کے لیے ساقی باصفا بنی رہیں عزت وآبرو، بزرگی وشرف اور سیادت وقیادت انھی قوموں کے پاس رہی جو علم میں سب سے آگے تھیں پروردگار حقیقی نے انسان کو لامحدود مخفی امکانات ودیعت کیے ہیں اور علم وہ لامتناہی قوت محرکہ ہے جو روز ازل سے انسان کے اُن لامحدود امکانات کو نمو دے رہا ہے چونکہ "انسان کے امکانات" اور "علم" دونوں ہی لامحدود ہیں لہٰذا ارتقاء وتکامل کا یہ سلسلہ تا قیام قیامت جاری وساری رہیگا اور یوں کاروانِ انسانیت آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا۔

انسان کی لامحدود قوتوں کی طرف سورۃ مبارکہ "روم" کی درج ذیل آیۂ کریمہ سے راہنمائی ملتی ہے۔

فطرت اللّٰہ التی فطر الناس علیہا

انسان کی فطرت اللہ کی فطرت پر بنائی گئی ہے (۴)

"علم" ۔۔انسان کی ان لامحدود قوتوں کو تحریک اور نشوونما دیتا ہے لیکن وہ ان قوتوں کی راہ، روش، منہاج، جہت اور حدود کے تعین کی استعداد نہیں رکھتا۔"علم" قوت دیتا ہے۔۔۔لیکن یہی قوت ظلم کا روپ دھا لیتی ہے،

علم ۔۔حریت فکر پیدا کرتا ہے لیکن یہ ''حریت فکر'' ۔۔۔تمام انسانی حدود کو تہہ بالا کر دیتی ہے''علم'' ۔۔۔آب رواں ہے مگر اپنی روانی میں بہت سے بے بسوں کو بہا لے جاتا ہے، ''علم'' ۔۔۔فطرت کے سربستہ رازوں کو دریافت کرتا ہے مگر فطرت کے ان سربستہ رازوں کی دریافت سے حاصل ہونے والی قوت ۔۔۔انسانیت کو تباہی کے دھانے پر پہنچا دیتی ہے ۔۔آخر کیوں صیادِ ظلمات آپ اپنے دام میں آجاتا ہے ۔۔۔آخر کیوں؟ اس لئے کہ علم تمام جہات میں کامل نہیں ہے۔علم کی صرف ایک جہت ہے آگے بڑھنا، دریافت کرنا، ترقی دینا، نمود ینا ۔۔بالکل ایک نوخیز اور پُر زور گھوڑے کی مانند، جو آگے ہی آگے بڑھنا جانتا ہے لیکن اُس کی یہ پیش رفت ہی منزل پر جا کر ۔۔سرکشی ، بغاوت، تباہی اور بربادی کے استے پر جا پہنچتی ہے، اسکے فہم وادراک سے وہ قاصر رھتا ہے، اس مقام پر پہنچ کر علم کے زور پر آگے بڑھنے والے لامحدود انسانی قوتوں کے راہوار کو ایک رہبر اور حادی کی ضرورت پیش آتی ہے یہی وہ منزل ہوتی ہے جہاں کسی حادی کے بغیر ''دانش برحانی'' ۔۔۔آگے ضرور بڑھتی ہے مگر اسکا معکوس سفر شروع ہو جاتا ہے دانش برحانی کی اساس پر تشکیل پانے والی انسانی ترقیوں کی تاریخ روز ازل سے آج تک اسی ایک دائرے میں سفر کر رہی ہے ایک مقام تک عموماً آگے بڑھنے کے بعد انسان کی لامحدود قوتوں کا معکوس سفر شروع ہو جاتا ہے قوم عاد وثمود کی مضبوط عمارتیں، شداد کی جنت، فرعون کی خدائی ،مصر کے متحیر کن اہرام و ابوالہول، سلطنت روم کے عظیم تمدن کے کھنڈرات ، شان خسروی کی عظیم داستانیں، امویوں سے لیکر سلطنت عثمانیہ تک تاریخ اسلام کے ملوکوں کی سرگزشت اور آج کے متمدن یورپ پس جدیدیت سے جدیدیت اور پھر جدیدیت سے مابعد جدیدیت تک کی داستان تاریخ پیش رفت انسانی کے دوری سفر کی ایک زندہ مثال ہے عجز کی اس منزل پر ''دانش برحانی'' کو اپنا ارتقائی سفر ہر لحظہ کمال کی طرف جاری رکھنے کے لئے جس حادی اور رھبر کی احتیاج ہوتی ہے وہ ''دانش ربانی'' ۔۔۔یا با الفاظ دیگر وحی، الہام، کشف اور شہود ہے جو کہ اللہ رب العزت کے منتخب بندوں کا خاصہ ہے

تاریخ انسانی کی تمام تر ترقیاں دانش ربانی کی راہنمائی میں آگے بڑھنے والی دانش برحانی کی مرہون منت ہیں خالق حقیقی کا ارشاد ہے کہ ہم نے ہر قوم کی طرف اتمام حُجت کے لئے راہبر اور حادی بھیجے ہیں ۔

لکلِ قومٍ حاد اور ہم نے ہر قوم کی طرف حادی بھیجے (۵)

اور جہاں دانش برحانی نے دانش ربانی سے آزاد رہ کر آگے بڑھنے کی کوشش کی وہیں انسانیت کا معکوس سفر شروع ہو گیا صاحبان معرفت نے دانش برحانی اور دانش ربانی کے تفاوت کو ''علم'' اور ''عشق'' سے بھی تعبیر کیا ہے عرفاء میں سے بالخصوص مولانا روم اور علامہ اقبال نے اس مضمون کو نہایت عمدگی سے اپنے کلام میں بیان کیا

ہے یہاں ہم علامہ اقبال کے چند اشعار بیان کر کے آگے بڑھتے ہیں۔

علم ہے پیدا سوال، عشق ہے پنہاں جواب
علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے اُم الکتاب (۶)

پیام مشرق میں اس فرق کو "محاورہ علم و عشق" کے عنوان کے تحت "عشق" کی زبان میں یوں بیان کرتے ہیں۔

زافسونِ تو دریا شعلہ زار است ہوا آتش گذار و زہر دار است
چو با من یار بودی، نور بودی بریدی از من و نورِ تو نار است

بخلوت خانہ لاہوت زادی
ولیکن در نخِ شیطاں فتادی (۷)

ترجمہ۔ عشق علم سے کہتا ہے کہ

تیرے مکر و فریب سے دریا آگ اُگل رہے ہیں، ہوا مسموم اور شعلے برسا رہی ہے اور اس کی وجہ صرف یہ کہ تو مجھ سے دور ہے جب تک تو میرے ساتھ تھا میری راہنمائی میں تھا نور تھا اور تو مجھ سے دور ہو گیا تیرا نور، نار یعنی آگ بن گیا تیری ابتدا تو خانہ لاہوت (پاک جگہ) میں ہوئی تھی لیکن تو شیطان کے جال میں پھنس گیا ہے۔

ہماری اب تک کی گفتگو کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالے نے انسان کو اپنی فطرت یعنی خیر پر پیدا کیا ہے لہذا انسان لامحدود امکانات کا حامل ہے تمام پستیوں اور رذائل کی جڑ جہالت ہے اور تمام عظمتوں اور فضائل کی اساس علم ہے علم کی دو قسمیں ہیں دانش برحانی اور دانش ربانی، اور علم اُسی وقت ہی مستقل اور جاودانی ترقیوں اور فضیلتوں کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے جب دانش برحانی۔۔۔ دانش ربانی کے زیر سایہ آگے بڑھے ورنہ انسانیت کا معکوس سفر شروع ہو جاتا ہے۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے انسان میں موجود لامحدود امکانات کا اقرار اور علم کی فضیلتوں اور برکتوں کا اعلان کرتے ہوئے دانش ربانی کے زیر سایہ اپنی ابتدا کی اسلام کے منشور قرآن مجید کی بے شمار آیات اور مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاتعداد احادیث علم کی فضیلت، برکت، ضرورت، اہمیت، تشویق، ترغیب اور وجوب و لزوم پر دلالت کرتی ہیں لیکن یہاں ہم اختصار کے پیش نظر۔۔۔ دانش ربانی اور دانش برحانی کے حسین ترین سنگم "دین اسلام" کی صرف پہلی وحی کا تذکرہ کرتے ہیں جس میں وحی کی راہنمائی میں علم کی فضیلت، علوم و فنون کی اہمیت، تعلیم و تعلم اور تحریر و تصنیف کی برکات اور دیگر لاتعداد رموز کی طرف اشارہ ملتا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

''اے رسولؐ اپنے پروردگار کا نام لیکر پڑھو جس نے ہر چیز کو پیدا کیا، اُسی نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھو اور تمھارا پروردگار بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی، اُسی نے انسان کو وہ باتیں بتائیں جن کو وہ کچھ جانتا ہی نہ تھا۔۔۔'' (۸)

قرآن مجید میں ہی بعثت مرسل اعظم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد ''تلاوت آیات تزکیہ نفس اور کتاب وحکمت کی تعلیم قرار دیا گیا ہے'' (۹) اس آیہ مبارکہ کی جامعیت ووسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں بعثت نبوت کا ایک مقصد ''تلاوت آیات'' بیان کیا گیا ہے اس کے علاوہ قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر علم کی فضیلت، تصور کائنات، فطرت انسانی، عقلِ انسانی کی اہمیت اور حدود، تخلیق انسانی، اخلاقیات، معاشیات، سیاسیات، تربیت انسانی، معاشرت، فلسفہ تاریخ، استقرائی روش اور مطالعہ فطرت جیسے ان گنت موضوعات کو مختلف حوالوں سے بیان کیا گیا ہے۔ (۱۰) لہذا پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے پیرو کار نفوس ذکیہ نے تسخیر نفوس کے ساتھ ساتھ جب تسخیر کائنات کی طرف توجہ کی تو فطرت کے نہفتہ راز انسانیت کے سامنے آشکار ہونا شروع ہو گئے معلومات کے اُس بیش بہا ذخیرے کی تسہیلِ تعلیم وتعلم کی خاطر جب گروہ بندی کی گئی تو جدید علم الطب، علم بیالوجی، علم الارض، ستارہ شناسی، ہیئت، ریاضی، جغرافیہ، اقتصادیات، نفسیات، اخلاقیات، سیاسیات، جراحت، قانون، موسیقی، ہوا شناسی (موسمیات) ادبیات، فلسفہ، کلام اور تصوف جیسے بے شمار علوم کی اساس مرتب ہو گئی اور حیران کن بات یہ تھی کہ ایک ہی فرد کئی کئی متضاد اور مختلف النوع علوم میں مہارت تامہ اور سند کا درجہ رکھتا تھا جس پر آج بھی عقول انسانی حیران وششدر ہیں۔

چونکہ خالق حقیقی نے انسان کو اپنی فطرت الہیہ پر پیدا کیا ہے اور اس کی فطرت کو فطرت اسلام قرار دیا ہے (کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام) لہذا عرب کی سنگلاخ زمین سے ترقی وھدایت اور ازلی سچائیوں کا لایزال چشمہ صُافی پھوٹتے ہی اطراف عالم سے ہر زبان، ہر نسل، ہر گروہ اور ہر رنگ کے لاتعداد تشنہ دہاں افراد نے اُس سے اپنی جسمانی وروحانی غذا حاصل کرنے کے بعد علوم وافکار کے جواہر ریزے بکھیرنے شروع کیے ان سطور میں نہ صرف یہ کہ اُن سب کے علمی کارناموں کے علیحدہ علیحدہ تذکرے کی گنجائش نہیں بلکہ اُن سب کے نام بھی بیان نہیں کیے جا سکتے ہم اُن میں سے صرف چند ایک کا ذکر کر کے مقصد کلام تک بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ ان میں سے بہت سے لوگ ایک ہی وقت میں بہت سے شعبوں مثلاً علوم طبیعی، فلسفہ کلام، عرفان، طب، ریاضی، علم ہیئت، جغرافیہ، فقہ، تاریخ، موسیقی، اقتصادیات، سیاسیات، عمرانیات، علم ہندسہ وغیرہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے

لہذا ہم انھیں اکٹھا ہی ذکر کریں گے

جابر بن حیان (۸۳۰ء) محمد بن زکریا ابوبکر رازی (۹۲۵ء) ابوریحان محمد بن احمد البیرونی (۹۸۳ء) علی بن حسین المسعودی بغدادی (۹۵۶ء) اخوان الصفاء (دسویں صدی عیسوی) حسن بن حسن ابن الہیثم (۹۵۶) عبداللطیف بغدادی (۱۱۴۲_۱۲۳۲ء) ابوالعباس شہاب الدین تقاشی (۱۲۵۴ء) الخازنی (۱۲۰۰ء) شہاب الدین القرانی (۱۲۸۵ء) ابن العوام (۱۱۹۰ء) ابومحمد عبداللہ بن احمد ضیاالدین ابن البیطار (۱۲۴۸ء) الجاحظ، عمرو بن بحر بصری (۸۶۹ء)۔ حنین بن اسحاق (۸۰۹_۸۷۷ء) اسحاق مصری (۸۵۵ء_۹۵۵ء) ابن زہر (۱۱۶۲ء) داؤد الانطاکی (۱۵۹۹ء) ابن الخطیب (۱۳۱۳ء_۱۳۷۴ء) ابن رُشد (۱۱۹۸ء) اسحاق بن حنین (۹۱۱ء) ثابت بن قُرہ (۸۳۶ء_۹۰۱ء) ابن سہل الطبری (۸۴۷_۸۶۱ء) الفخر رازی (۱۲۱۰ء) الکندی (۱۱) (۸۵۰ء) فارابی (۹۵۱ء) مسکویہ (۱۰۳۰ء) بوعلی سینا (۱۰۳۷ء) ابن طفیل (۱۱۸۵ء) لسان الدین ابن الخطیب (۱۳۷۴ء) ابن الخمار بغدادی (۹۴۳ء) عیسیٰ بن زُرعہ بغدادی (۹۴۳_۱۰۰۸ء) ابوزکریا یحیٰی بن مسعود بن عمر تفتازانی (۱۳۲۲ء_۱۳۸۹ء) ابن تیمیہ (۱۲۶۳ء_۱۳۲۷ء) عمر خیام ابوالفتح عمر بن ابراہیم (۱۰۳۸_۱۱۱۱ء) شہرستانی محمد بن عبدالکریم (۹۵۴_۱۰۷۶) الغزالی ابوحامد محمد بن طوسی (۱۰۵۸_۱۱۱۱ء) شیخ الاشراق شیخ شہاب الدین سہروردی (۱۱۵۴_۱۱۹۱ء) نصیر الدین ابوجعفر محمد بن حسن طوسی (۱۲۰۱_۱۲۷۴ء) علامہ اسعد جلال الدین دوانی (۱۲۲۷_۱۳۰۱ء) موسیٰ بن میمون اندلسی (۱۲۰۴ء) خوارزمی (۸۳۴ء) ابوالوفا محمد بن یحیٰی البوزجانی (۹۴۰_۹۹۹ء) محقق طوسیٰ (۱۲۷۴ء) احمد بن محمد بن مروان بن الطیب السرخسی (۹۰۰ء) عباس بن سعید الجوہری (۸۲۰ء) ابوسہل بن رُستم الکوہی (۹۸۹ء) محمد بن موسیٰ خوارزمی (۸۴۴) ابومعشر جعفر بن محمد بن عمر البلخی (۸۸۶ء) محمد بن جابر سنان الحرانی (۹۲۹ء) ابواسحاق ابراہیم ابویحیٰی علی زرقالی (۱۰۸۷ء) نصیر الدین طوسی (۶۷۲ء) سنان بن ثابت بن قُرہ (۹۴۳ء) عبیداللہ بن الحسن ابوالقاسم غلام زُحل (۹۸۴ء) ابوالحسین عبدالرحمن بن عمر بن محمد بن سہل الصوفی الرازی (۹۸۷ء) ادریسی (۱۱۰۰_۱۱۶۶ء) سلیمان بصری المسعودی (۹۵۶ء) ابن حوقل بغدادی (۹۶۸ء) المقدسی (۹۴۶_۱۰۰۰ء) یاقوت حموی (۱۱۷۹_۱۲۲۹ء) ابن بطوطہ (۱۳۰۴_۱۳۷۷) الواقدی (۸۲۲ء) ابن سعد (۸۴۵ء) البلاذری (۸۹۲ء) ابن قتیبہ یعقوبی (۸۹۷ء) ابن اثیر (۱۱۶۰_۱۲۳۴ء) طبری (۸۳۹_۹۲۳ء) ابن خلکان (۱۲۱۱_۱۲۸۲) ابن جوزی (۱۱۱۶_۱۲۰۱) ابن حجر العسقلانی (۱۳۷۲_۱۴۴۸ء) ابن کثیر (۱۳۰۱_۱۳۷۲ء) ابوعبیدہ التمیمی (۱۱۶۶ء) ابن عساکر (۱۱۰۵_۱۱۷۶ء) سمعانی (۱۱۶۶ء) ذہبی (۱۳۴۸ء) ابن طولون دمشقی (۱۴۷۶_۱۵۴۶ء) ابن خلدون

(۱۳۳۲_۱۴۰۶ء) وغیرہ وغیرہ ۱۳

ہر جملے پر طوالت کا خوف دامنگیر ہے لہذا اہم موسیقی، ادب، شاعری، تصوف، کلام، اور لغت سمیت بے شمار شعبہ ھائی علم میں بہت سے نامور مسلمان مفکرین کے تذکرے سے پہلو تہی کرتے ہوئے ان مباحث کو یہیں پر تمام کر کے آگے بڑھتے ہیں۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ جب دنیائے اسلام ہر تو میدان میں معراج کی طرف گامزن تھی یورپ کس حال میں تھا۔

تاریخ یورپ کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اول۔ دور قدیم۔ جو آٹھویں صدی ق م سے پانچویں صدی عیسوی تک محیط ہے۔

دوم۔ قرون وسطی۔ یہ دور سلطنت رومہ کے زوال سے شروع ہو کر سولہویں صدی عیسوی (۴۷۶ء تا ۱۶۰۰ء) تک پھیلا ہوا ہے۔

سوم۔ عصر حاضر۔ سولہویں صدی عیسوی سے شروع ہونے والا دور۔

دوسرا دور جس کو قرون وسطی بھی کہا گیا ہے اس کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(i)۔ پہلے پانچ سو سال کامل تاریکی، جہالت، ظلم و ناانصافی اور وحشت و بربریت کا دور دورہ رہا۔

'(ii)۔ ۴۷۶ء عیسوی سے لیکر تقریباً ۱۰۰۰ عیسوی تک یورپ مکمل جہالت میں ڈوبا رہتا ہے گیارھویں صدی عیسوی میں اسلامی دنیا سے علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کی روشنی وھاں پہنچتی ہے ظلمتوں میں گھرے ہوئے یورپ میں ہلچل شروع ہوتی ہے اکا دکا لوگ اسلامی درسگاہوں کی طرف رجوع کرتے ہیں یورپ میں درسگاہیں قائم ہونا شروع ہوتی ہیں توہمات و باطل عقائد اور دیومالائی افکار کا زور ٹوٹنے لگتا ہے عربی زبان سے علوم اسلامی کے دیگر زبانوں میں تراجم کے نتیجے میں پیدا ہونے والی حریت فکر کے سامنے متشدد اور مستبد پاپائیت اور جامد عسائیت دم توڑ دیتی ہے جاگیرداری نظام ختم ہو جاتا ہے اسی دوران برطانیہ (۱۶۸۸ء) امریکہ (۱۷۷۶ء) اور فرانس (۱۷۸۹ء) میں انقلابات وقوع پذیر ہوتے ہیں اور انسانی فکر شخصی حکومتوں اور کلیسائی بندشوں سے مکمل آزادی حاصل کر لیتی ہے صدیوں تک پاپائیت اور مذہبی اوھام کے شکنجے میں کسا رہنے والا ذہن اسلامی دنیا سے علم کا نور لیکر جہالت کے زندانوں کو توڑتا ہوا ہر میدان میں آزادی کا علم بلند کرتا ہے پوپ کو چرچ تک محدود کر دیا جاتا ہے حقوق و فرائض کے نعرے بلند ہوتے ہیں آزاد فکر کے نتیجے میں نئے نئے فلسفے اور نئی نئی تحریکات فکر نمو پاتی ہیں۔۔۔ اور یہیں سے یورپ کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوتا ہے۔ ۱۴

قرون وسطی کی پہلی پانچ یا چھ صدیوں میں جب اسلامی دنیا میں علوم وفنون کے گلستان پر ہرطرف بہار چھائی ہوئی تھی یورپ کی علمی وفکری معاشی وسیاسی اورتمدنی ومعاشرتی صورت حال کا تجزیہ یورپی مفکرین و مصنفین کی زبان سے ہی انتہائی مختصر پیرائے میں پیش کرتے ہیں۔

۱ جہالت عقیدے کی بنیاد ہے لہذا مضبوط عیسائیت کے لیے جہالت ضروری ہے۔

۲ شعروادب لغویات میں سے ہیں۔

۳ نہانا، نیالباس پہننا یا صاف لباس پہننا گناہ تھا پاپائے روم نے سسلی اورجرمنی کے بادشاہ فریڈرک ثانی (۱۲۱۲۔۱۲۵۰ء) پر کفر کا فتوی لگایا اس پر جملہ الزامات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ ہر روز مسلمانوں کی طرح غسل کرتا ہے۔ ۱۵

۴ ۱۰۳۰ء میں فرانس کے دریا کے کنارے انسانی گوشت کی خرید وفروخت کا کاروبار سرعام ہوتا تھا اور وھاں انسانی گوشت کی کئی دوکانیں تھیں۔

''طلیطلہ میں بشپ زمینز XMINESE نے مسلمانوں کی اسی ہزار کتابیں سپرد آتش کیں، چوتھی صدی عیسوی میں راہب گھومتے پھرتے تھے اور جہاں بھی کوئی کتاب ملتی اُسے جلادیتے، طرابلس میں صلیبیوں نے تیس لاکھ کتابیں جلا کر راکھ کر دیں اور یوں مسلمانوں کی چھ سوسال کی محنت کو ضائع کر دیا گیا اسی طرح تیرھویں صدی عیسوی سے قبل قُرون وُسطی کے عیسائیوں نے سکندریہ، سپین، طرابلس، سسلی، قسطنطنیہ اور فلسطین و دمشق میں ساٹھ لاکھ سے زائد کتابیں جلا دیں اور تیرھویں صدی میں تاتاریوں نے بغداد، کوفہ، بصرہ، حلب، دمشق، نیشا پور، خراسان، خوارزم اور شیراز کی سینکڑوں لائبریریوں میں موجود تین کروڑ سے زائد کتابیں جلا دیں۔ جہاں تک خود اہل یورپ کی علمی تصنیفات کا تعلق ہے ابتدا سے لیکر ولادت مسیح تک صرف بیس اہل قلم کے نام ملتے ہیں پہلی صدی عیسوی میں تیس مصنفین اوراس کے بعد کی نو صدیوں

میں صرف بیس مصنفین کا حوالہ ملتا ہے جہاں تک دانشوروں
کے قتل کا تعلق ہے گیلیلو، ہائے پیشیا، برونوکو، کاپرنیکس،
سرومیٹس، ویٹی، کپلر، ڈانٹے اور ڈی ڈامینس وغیرہ جیسے بے
شمار نامور مفکرین کو کافر و ملحد قرار دیا گیا جلا وطن کر دیا گیا ان کی
کتابیں جلا دی گئیں گھروں کو لوٹ لیا گیا، زندہ جلا دیا گیا اور
ان کی کھال کھینچ لی گئی۔'' ۱۶

یہی وہ ظلمتوں سے گھری ہوئی فضا تھی ۔۔۔ جہاں اسلام کے ٹھنڈے، میٹھے اور حیات بخش چشمے سے ذہن و فکر کی بنجر زمینیں سیراب ہو کر علم و حکمت کے رنگا رنگ پھول کھلانے لگیں۔۔۔ اور پھر ان پھولوں کی مہک جہاں جہاں پہنچتی گئی وہاں وہاں سے جہالت کا تعفن دور ہوتا گیا ذہن معطر ہوتے گئے سوچیں منور ہوتی گئیں اور یوں کاروانِ انسانیت اُن عظیم مسلمان مفکرین کے طفیل علوم کے نئے نئے در وا کرتا ہوا۔۔۔ نشاۃ ثانیہ کے دور میں داخل ہو گیا۔

تمام میدانوں میں مسلمانوں کی ان خدمات کا تذکرہ تمام آزاد، بالغ نظر اور ذہین و فہیم مسلمان مفکرین نے اپنی تصنیفات و تالیفات میں کیا ہے سید امیر علی نے اپنی کتاب SPIRIT OF ISLAM میں اس موضوع کو بڑی عمدگی سے بیان کیا ہے ۱۷ جبکہ علامہ اقبال نے بھی مسلمان مفکرین کی خدمات کے حوالے سے اہم نکات بیان کیے ہیں۔

انھوں نے ''محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس'' منعقدہ دہلی میں ۱۹۱۱ء ''اسلام اور علوم جدیدہ'' کے عنوان کے تحت ایک تقریر کی۔ اس تقریر کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

۱ مغربی تہذیب کے تمام اعلیٰ اصولوں کا سرچشمہ اسلام ہے

۲ یورپ میں نشاۃ ثانیہ کا آغاز مسلمانوں کی دانشگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے سے ہوا

۳ یورپین کا یہ کہنا کہ اسلام اور علوم یکجا نہیں ہو سکتے سراسر جہالت اور ناواقفیت پر مبنی ہے

۴ تمام جدید علوم کی بنیاد مسلمان مفکرین کی تحقیقات کی بنا پر پڑی

۵ ڈیکارٹ کا میتھڈ غزالی کی احیاء العلوم میں ہے جان اسٹوارٹ مل سے بہت پہلے فخر الدین رازی نے ارسطو کی منطق کی شکل اول پر اعتراض کیا تھا مل کے فلسفہ کے تمام اصول ابن سینا کی کتاب ''الشفاء'' میں موجود ہیں راجر بیکن ایک اسلامی یونیورسٹی کا طالب علم تھا ۱۸

۶ یورپ میں جذبہ انسانیت کی تحریک اسلامی فکر کے نتیجے میں شروع ہوئی۔

۷ جدید یورپ میں سائنس اور فلسفہ کے مثبت عناصر محض اسلامی تمدن کی توسیع ہیں۔ ۱۹

جبکہ اقبال نامہ حصہ دوم کے ایک طویل خط میں بھی اُنھوں نے اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے ہم اسے خلاصۃً بیان کرتے ہیں۔

> ''اگر ڈیکارٹ کی مشہور کتاب METHOD کا امام غزالی کی احیاء العلوم سے مقابلہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یورپ میں نئے علوم کی بنیا درکھنے والا کہاں تک مسلمانوں کا ممنون احسان ہے اٹلی کے مشہور شاعر ڈانٹے کی DIVINE COMEDY محی الدین ابن عربی کے افکار و تخیلات سے لبریز ہے. اسی طرح انگریز نے یہ پراپیگنڈہ کیا کہ منطق استقرائی کا موجد بیکن "BACON" تھا لیکن فلسفہ اسلامی کی تاریخ بتاتی ہے کہ یورپ میں اس سے بڑا جھوٹ آج تک نہیں بولا گیا ارسطو کی منطق کی شکل اول پر سب سے بڑا اعتراض کرنے والا ایک مسلمان منطقی تھا یہی اعتراض JHON STUART MILL کی کتابوں میں دہرایا گیا ہے اور مسلمانوں کا استقرائی طریق بیکن سے مدتوں پہلے سارے یورپ کو معلوم تھا اسی طرح نصیر الدین طوسی (عظیم مسلمان ریاضی دان) نے بہت عرصہ پہلے جدید ریاضی کی پیش بینی کر دی تھی اسی طرح اہل یورپ سے سینکڑوں برس پہلے مسلمان صوفیاء نے تعدد زمان و مکان کا نظریہ پیش کر دیا تھا۔'' ۲۰

گذشتہ صفحات میں ہم نے قرون وسطیٰ میں یورپ کی ابتر حالت کی جو ایک جھلک بیان کی ہے اور یورپ کی نشاۃ ثانیہ کے ضمن میں مسلمانوں کی جن خدمات کا ذکر کیا ہے اُنھیں ''تشکیل انسانیت''، ''معرکہ مذہب و سائنس''، ''میراث اسلام'' اور علامہ اقبال کی ''تشکیل جدید الٰہیات'' میں بالتفصیل دیکھا جا سکتا ہے

مذکورہ بالا صفحات میں جو بحث کی گئی ہے اس کا مقصد اسلامی دنیا کا مغرب پر تفاخر یا برتری ثابت کرنا ہرگز نہیں اس سلسلے میں ہمارے پیش نظر درج اہم مقاصد ہیں۔

ا۔ بعض مغربی محققین و مورخین اور مستشرقین نے اسلامی تہذیب و تمدن کے حوالے سے جو شکوک و شبہات پیدا کیے ہیں ان کی حقیقت کو عیاں کرنا۔

۲۔ اسلامی دنیا بالعموم اور پاکستانی معاشرہ بالخصوص اپنی قومی زندگی کے بدترین زوال وانحطاط کا شکار ہے اس مقالے میں آج کے پاکستانی معاشرے کے مایوس نوجوان کے لئے یہ پیغام ہے کہ مسلمان ہمیشہ زوال میں نہ تھے اور یورپ پر ہمیشہ عروج نہ تھا لہٰذا ہماری نوجوان نسل اُمید اور جدوجہد کا امن ہاتھ سے نہ چھوڑے زوال کے ان تاریک دنیا میں ان کی مثبت سوچ اور مسلسل و مستقل جدوجہد انھیں عزت، احترام، امن، سکون اور اعلیٰ انسانی اقدار کے حامل معاشرے کی روشن صبح تک لے جائیں گی۔

۳۔ انسانوں کو شرق و مغرب، رنگ اور زبان، عقیدے اور مذہب اور قوم و قبیلے کی بنیاد پر تقسیم نہیں کرنا چاہیے دنیا میں بسنے والے ہر شخص کو انسان سمجھنا چاہیے اپنی حکومتوں کے استحکام مالی و مادی مفادات کے تحفظ اور دنیا کی دیگر قوموں پر برتری کی پست خواہشات کی تکمیل کے لئے انسانوں میں نفرت کے بیج نہیں بونے چاہیں اور اُنھیں جنگوں کا ایندھن نہیں بنانا چاہیے انسان شرق کا ہو یا مغرب کا وہ فقط انسان ہے اور انسانیت کی بقا علم، حکمت، اخلاق، ایثار، درددل اور دیگر اعلیٰ اقدار میں پوشیدہ ہے جس کے لئے سب ایک دوسرے کے محتاج ہیں اور سبھی ایک دوسرے کے معاون ہیں۔

حوالہ جات

۱ ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔ یورپ پر اسلام کے احسان۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ص ۳۱۔۱۹

2. Allama Muhammad Iqbal, The Development of Metaphysics in Persia,Lahore:Bazm-i-Iqbal 1964: P.77 .

۳ ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔ یورپ پر اسلام کے احسان۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ص ۳۱

۴ قرآن مجید ۳۰:۳۰

۵ قرآن مجید ۷:۱۳

۶ علامہ اقبال۔ کلیات اقبال اردو۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۹۱: ص ۳۸۵

۷ علامہ اقبال۔ کلیات اقبال فارسی۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۸۵: ص ۲۶۷

۸ قرآن مجید ۵۔۹۶:۱

۹ قرآن مجید ۲:۱۲

۱۰ قرآن مجید۔ الزمر آیہ ۹، الرعد آیہ ۲، المجادلہ آیہ ۱۱، الکہف آیہ ۱۱۱، الملک آیہ ۲ (قرآن مجید میں کم و بیش دو سو کے قریب آیات ایسی ہیں جن میں ان موضوعات کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے)

۱۱ ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔ یورپ پر اسلام کے احسان۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ص ۱۳۵۔۱۷۹

12 .Dr. Abdul Khaliq.Problems of Muslim Philosophy.Lahore: Aziz Publishers Urdu Bazar, 2002: pp-7- 18.

۱۳ مرتضےٰ مطہری۔ خدمات متقابل اسلام و ایران۔ انتشارات صدرا ۱۳۶۲: ص ۱۶۱۔۵۲۳

۱۴ ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔ یورپ پر اسلام کے احسان۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز: ص ۳۷۔۳۶

۱۵ ایضاً ۱۳۴

۱۶ ایضاً ص ۱۳۳، ۱۰۱، ۹۸، ۹۷

۱۷ سید امیر علی۔ روح اسلام (مترجم محمد ہادی حسین)۔ لاہور ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۸۰: ص ۶۷۶۔۵۳۱

۱۷ سید عبدالواحد معینی (مرتبہ)۔ مقالات اقبال۔ لاہور: شیخ محمد اشرف کشمیری بازار ۱۹۶۳: ص ۳۲۵

۱۸ اقبال نامہ (حصہ دوم) (مرتبہ) شیخ عطاء اللہ۔ لاہور: شیخ محمد اشرف کشمیری بازار ۱۹۵۱: ص ۲۱۲

۱۹ ایضاً ص ۳۴۲